شاہنامۂ اسلام

حفیظ جالندھری اردو کے معروف نظم گو شاعر تھے۔ ان کی شاعری کا بہت نمایاں وصف اس کی غنائیت ہے۔ انھوں نے نظموں اور غزلوں کے علاوہ گیت بھی بڑی تعداد میں لکھے ہیں۔ ان گیتوں میں غنائیت اور موسیقی کا عنصر انھیں انتہائی پرکشش اور موثّر بنا دیتا ہے۔

حفیظ جالندھری کا شاہنامۂ اسلام اردو کی سب سے طویل اور مقبول نظموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا موازنہ فردوسی کے شاہنامے سے تو نہیں کیا جا سکتا کیونکہ شاہنامۂ فردوسی رزمیہ شاعری کا شاہکار ہے۔ حفیظ جالندھری نے اس میں اسلام کی تاریخ بیان کی ہے۔ نظم کا بیشتر حصّہ بیانیہ ہے اور واقعہ نگاری کا اچھا نمونہ ہے۔ کچھ حصوں میں جذبات نگاری کی بھی بہت اچھی مثالیں ملتی ہیں۔

یہاں شاہنامۂ اسلام کی دوسری جلد کا ایک نمائندہ اقتباس دیا جا رہا ہے۔ اس میں حفیظ جالندھری نے صحرا کی زبان سے ایک تشنہ لب قافلے کے استقبال یا خیر مقدم کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ واقعہ نگاری اور بیانیہ انداز کے ساتھ ساتھ ان اشعار میں جذبے کا بہت لطیف اظہار بھی ملتا ہے۔

حفیظ جالندھری

(1982 — 1900)

عبدالحفیظ نام اور حفیظ تخلص تھا۔ پنجاب کے ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ تعلیم بھی وہیں حاصل کی۔ وہ مولانا گرامی کے شاگرد تھے اور فارسی و اردو میں اچھی دستگاہ رکھتے تھے۔ حفیظ جالندھری نے کئی اہم جریدوں اور رسالوں کی ادارت کی۔ 1938 میں انھوں نے یوروپ کا سفر کیا اور وہاں قیام کے دوران ''افرنگ کی دنیا'' اور ''اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے'' مشہور نظمیں کہیں۔ چھوٹی بحروں اور سادہ لفظوں میں گیت اور نظمیں لکھنا حفیظ کا خاص انداز ہے۔

حفیظ جالندھری کا شمار اردو کے معروف شاعروں میں ہوتا ہے۔ ''نغمۂ زار''، ''سوز وساز'' اور ''تلخابہ شیریں'' ان کے کلام کے اہم مجموعے ہیں۔

حفیظ کا شاہکار ''شاہنامۂ اسلام'' ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ ''شاہنامۂ اسلام'' بیانیہ شاعری کی اچھی مثال ہے۔

صحرا کی دعا

یہ تشنہ لب جماعت جب یہاں پر رک گئی آ کر — دعا کی دامنِ صحرا نے دونوں ہاتھ پھیلا کر
کہ اے صحرا کو آتش ناک چہرہ بخشنے والے — رخِ خورشید کو کرنوں کا سہرا بخشنے والے
ازل کے دن سے اب تک بھاڑ میں بھنتا رہا ہوں میں — صدائے رعد و باراں دوٗر سے سنتا رہا ہوں میں
ہوا ہوں جب سے پیدا، جان پانی کو ترستی ہے — مرے سینے کے اوپر آگ کی بدلی برستی ہے
میں سمجھا تھا مقدّر ہو چکی ہے دھوپ کی سختی — مری قسمت میں لکھی جا چکی ہے سوختہ بختی
بنایا رفتہ رفتہ سخت میں نے بھی مزاج اپنا — لیا ہر آبلہ پا سے زبردستی خراج اپنا
خبر کیا تھی الٰہی ایک دن ایسا بھی آئے گا — کہ تیرا ساقیِ کوثر یہاں تشریف لائے گا
اگر یہ بات پہلے سے مجھے معلوم ہو جاتی — مرے دل کی کدورت خود بخود معدوم ہو جاتی
خبر کیا تھی یہاں تیرے نمازی آ کے ٹھہریں گے — شہید آرام فرمائیں گے، غازی آ کے ٹھہریں گے
خبر کیا تھی ملے گی یہ سعادت میرے دامن کو — بنایا جائے گا فرشِ عبادت میرے دامن کو
خبر ہوتی تو میں شبنم کے قطرے جمع کر رکھتا — چھپا کر ایک گوشہ میں مصفّا حوض بھر رکھتا
وہ پانی ان مقدس مہمانوں کو پلا دیتا — میں اپنی تشنگی دیدارِ حضرت سے بُجھا لیتا
مرے سر پر سے گذرا نوح کے طوفان کا پانی — تاسُّف ہے کہ مجھ سے ہوگئی اس وقت نادانی
اگر رکھتا میں اس پانی کی تھوڑی سی خبر داری — تو ہو جاتا مری آنکھوں سے چشموں کی طرح جاری
یہ ستّر اونٹ دو گھوڑے یہاں سیراب ہو جاتے — مجاہد بھی وضو کرتے، نہاتے، غسل فرماتے
حضورِ ساقیِ کوثر مری کچھ لاج رہ جاتی — مری عزت مری شرمِ عقیدت آج رہ جاتی
ترے محبوب کے پیارے قدم اس خاک پر آئے — الٰہی حکم دے سورج کو اب آتش نہ برسائے

اگر اب مرے دامن سے ہوائے گرم آئے گی تو مجھ کو رحمت للعالمین سے شرم آئے گی
جلیل الشان مہمانوں کا صدقہ مہربانی کر عطا بہرِ وضو ان کے لیے تھوڑا سا پانی کر
برائے چند ساعت ابر باراں بھیج دے یارب بہاراں بھیج دے یارب بہاراں بھیج دے یارب

(حفیظ جالندھری)

سوالات

1. صحرا نے اپنے مقدر کی شکایت کن لفظوں میں کی ہے تفصیل سے لکھیے؟
2. یہاں ساقیِ کوثر سے کیا مراد ہے؟
3. صحرا یہ بات کیوں کہہ رہا ہے کہ ''میرے دل کی کدورت خود بخود معدوم ہو جاتی''؟
4. صحرا اپنی کس نادانی پر تاسّف کا اظہار کر رہا ہے اور کیوں؟
5. آتش نہ برسانے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
6. آخر میں شاعر کس بات کی دعا کر رہا ہے؟